بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے ایمان والو! اپنی فکر کرو“۔ (المائدہ ۵:۱۰۵)

اپنے بارے میں سوچا کریں۔ سڑک پر چلتے ہوئے کسی آدمی سے آپ پوچھیں کہ آپ کہاں سے آرہے اور کہاں جا رہے ہیں۔ اگر وہ جواب میں کچھ نہ بتا سکے تو آپ یقیناً اسے پاگل کہیں گے لیکن اپنی عملی زندگی میں ہم خود اسی پاگل پن کا شکار ہیں۔ نہ اپنی ابتدا کی خبر اور نہ انتہا کی فکر۔ کیا ہم ہمیشہ اس رنگ ونور کی دنیا میں رہیں گے؟ یقیناً نہیں، ہم جانتے ہیں کہ ایک دن موت آکر ہمیں ایک اندھیری قبر میں تنہا چھوڑ جائے گی۔ یہ خوبصورت لباس، لذیذ کھانے، عیش و آرام سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔ ہمیں اتنا چاہنے والی ہستیاں ہمیں صرف ایک سفید کپڑے میں منوں مٹی کے نیچے تنِ تنہا چھوڑ جائیں گی۔ وہ لوگ جن کی خوشی کو ہم نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی پر ترجیح دی ہوگی چند دن بعد ہمیں بھول کر دوبارہ دُنیا کی گہما گہمی میں مصروف ہوجائیں گے اور ہم اس اندھیری قبر میں تنہا ہوں گے۔

قبر دوسری زندگی کا دروازہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے کسی نہ کسی شخص کے لیے اس دروازہ کو کھلتے ہوئے اور پھر اس کے اوپر اس کو بند ہوتے دیکھا ہے۔ مگر ہم میں سے بہت کم لوگ ہیں جو یہ جانتے ہوں کہ خود ان کے لیے بھی یہ دروازہ ایک روز کھولا جائے گا اور پھر اسی طرح بند ہوگا جس طرح وہ دوسروں کے اوپر ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ آدمی روز دیکھتا ہے کہ لوگ ایک ایک کر کے روزانہ خدا کے یہاں پیشی کے لیے بلائے جا رہے ہیں مگر خود اپنے آپ کو اس طرح الگ کر لیتا ہے گویا عدالت الٰہی میں حاضری کا یہ دن اس کے اپنے لیے کبھی نہیں آئے گا۔

وہ دن آنے والا ہے جب تمام لوگ خدا کے پاس اس حال میں جمع کیے جائیں گے کہ ایک رب العالمین کے سوا سب کی آوازیں پست ہو چکی ہوں گی۔ اس دن صرف سچائی میں وزن ہوگا اور اس کے سوا تمام چیزیں اپنا وزن کھو دیں گی۔ یہ فیصلہ کا دن ہوگا۔ ہمارے اور اس دن کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے۔ ہم میں سے ہر شخص ایک ایسے انجام کی طرف چلا جا رہا ہے جہاں اس کے لیے یا تو دائمی عیش ہے یا دائمی عذاب۔ ہر لمحہ جو گزرتا ہے وہ ہم کو اس آخری انجام سے قریب تر کر دیتا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کے لیے مقدر ہے۔ ہر بار جب سورج ڈوبتا ہے تو وہ ہماری عمر میں ایک دن اور کم کر دیتا ہے۔ اس عمر میں جس کے سوا آنے والے ہولناک دن کی تیاری کا اور کوئی موقع نہیں۔ ہم کو زندگی کے صرف چند دن حاصل ہیں جن کا انجام لامحدود مدت تک بھگتنا پڑے گا۔ جس کا آرام بے حد خوشگوار ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے افضل ہے“۔ (بخاری:۲۷۹۶)

اور جس کی تکلیف بے حد دردناک۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”دوزخ میں سب سے کم عذاب ہے آگ کے جوتے اور ان کی گرمی بھی اس شدت کی ہوگی کہ کھوپڑی تک گرمی سے اُبل رہی ہوگی“۔

(بخاری:۶۵۶۱)

ہماری زندگی کی مثال برف بیچنے والے دکاندار کی سی ہے جس کا اثاثہ ہر لمحہ پگھل کر کم ہوتا جا رہا ہو اور جس کی کامیابی کی صورت صرف یہ ہو کہ وہ وقت گزرنے سے پہلے اپنا سامان بیچ ڈالے ورنہ آخر میں اس کے پاس کچھ نہ ہوگا اور دکان سے اس کو خالی ہاتھ اُٹھ کر جانا پڑے گا۔ پھر قبل اس کے کہ موت آکر ہم کو اس عالم سے جدا کر دے جہاں صرف کرنا ہے اور اُس عالم میں پہنچا دے جہاں کرنا نہیں صرف پانا ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا صحیح استعمال سوچ لیں۔

ہم سب کو ایک روز مالکِ کائنات کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ کیسے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کو خدا اس دن اپنے وفادار بندوں میں شمار کرے کیونکہ وہی لوگ اس دن عزت والے ہوں گے۔ کتنے بدنصیب ہوں گے وہ لوگ جن کو خدا رد کر دے کیونکہ اس کے بعد ان کے لیے ذلت اور حسرت کی زندگی کے سوا کچھ نہیں۔ لوگ سو رہے ہیں تاکہ اس وقت جاگیں جبکہ جہنمی شعلے ان کے لیے سونے کو ناممکن بنادیں۔ لوگ غافل ہیں تاکہ اس وقت ہوشیار ہوں جبکہ محرومی اور رسوائی ان کے اوپر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ ان کے لیے اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔

آج کی دنیا فریب کی دنیا ہے۔ موجودہ دنیا میں لوگ مصنوعی غلافوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ کسی کے لیے خوبصورت الفاظ اس کی اندرونی حالت کا پردہ بنے ہوئے ہیں۔ کسی کو اس کی مادی رونقیں اپنے پردے میں چھپائے ہوئے ہیں۔ ہر آدمی کو ایسے قانونی نکتے ہاتھ آگئے ہیں جو اس کے جرم کو بے گناہی کا سرٹیفکیٹ عطا کریں۔ لوگوں نے ایسا خدا دریافت کر رکھا ہے جس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، لوگوں کو ایسا رسول ہاتھ آگیا ہے جو صرف اس لیے آئے تھے کہ ان کی ساری بداعمالیوں کے باوجود خدا کے یہاں ان کے یقینی سفارشی بن جائیں۔ لوگوں کو ایسی آخرت مل گئی ہے جہاں جنت صرف اپنے لیے ہے اور جہنم صرف دوسروں کے لیے۔ ایسی نمازیں مل گئی ہیں جن کے ساتھ ساتھ بے حیائی، تکبر سب کچھ جاری رہ سکتا ہے۔ لوگوں کو ایسا دین ہاتھ آگیا ہے جو صرف بحث و مباحثہ کرنے کے لیے ہے نہ کہ عمل کرنے کے لیے۔ مگر جھوٹا سونا اسی وقت تک سونا ہے جب تک وہ کسوٹی پر پرکھا نہ گیا ہو۔ اسی طرح فریب کا یہ

کاروبار بھی صرف اس وقت تک ہے جب تک کہ خدا ظاہر ہو کر اپنے انصاف کا ترازو نہ کھڑا کر دے۔

لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی دنیا کو ہار جیت کی جگہ سمجھتے ہیں۔ قرآن نے بتایا یہ محض دھوکا ہے۔

”جب حشر کے دن وہ تم (سب) کو جمع کرے گا وہی ہار جیت کا دن ہوگا“۔ (التغابن ۶۴:۹)

یہ آدمی کی زندگی کا انتہائی بھیانک لمحہ ہوگا۔ جب یہ لمحہ آئے گا تو آدمی اپنے اندازہ کے بالکل خلاف صورت حال دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائے گا۔ اچانک اس کو محسوس ہوگا کہ وہ سب کچھ محض دھوکا تھا جس کو اس نے سب سے بڑی حقیقت سمجھ ڈالا تھا۔

’میں نے اپنے آپ کو آزاد سمجھا تھا مگر میں تو بالکل بے اختیار نکلا۔ میں تو اپنے آپ کو مال و جائیداد والا پا رہا تھا۔ مگر میں تو بالکل خالی ہاتھ تھا۔ میرا خیال تھا کہ میرے پاس طاقت ہے مگر میں تو خدا کی اس دنیا میں مکھی اور مچھر سے بھی زیادہ بے زور تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے ساتھ بہت سے لوگ ہیں مگر یہاں تو میرا کوئی ایک بھی نہیں‘۔

آہ!!... وہ انسان جو اسی بات کو نہیں جانتا جس کو اسے سب سے زیادہ جاننا چاہیے

آخرت کے لیے کوئی شخص جو کچھ کر سکتا ہے اسی موجودہ زندگی ہی میں کر سکتا ہے اور اس زندگی کی مدت بہت ہی کم ہے۔ کتنے لوگ ہیں جن کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا مگر آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ آج ہم کو دیکھ رہے ہیں ایک وقت آئے گا کہ ہم ان کے دیکھنے کے لیے اس دنیا میں موجود نہ ہوں گے۔ ہم اپنی عمر پوری کر کے اپنے رب کے پاس جا چکے ہوں گے۔ ہم ایک ایسے امتحان سے گزر رہے ہیں جس کا لازمی نتیجہ بہت جلد سامنے آنے والا ہے اور جس کے بعد پھر کسی تیاری کا کوئی موقع نہیں۔ زندگی کا ہر لمحہ جو ہم خرچ کر رہے ہیں آخری طور پر خرچ کر رہے ہیں کیونکہ وہ پھر واپس آنے والا نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”(یاد رکھو!) ہر شخص کو (بالآخر) موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو (تمہارے اعمال کا) پورا پورا بدلہ تو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا۔ (اس دن) جو شخص (دوزخ کی آگ سے) پرے ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ صرف دھوکے کا سودا ہے“۔ (آل عمران ۳:۱۸۵)

ان گزارشات کو بار بار پڑھیے اور سوچیے۔ یقیناً آپ کامیاب لوگوں کے گروہ میں شامل ہونا پسند کریں گے۔ یہاں ایک بات یاد رہے اسلام صرف آخرت ہی بہتر نہیں کرتا بلکہ دنیا کی زندگی بھی بہترین ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جو شخص بھی نیک کام کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن، تو (یاد رکھو) ہم ضرور اُسے (دنیا میں) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں بھی) ایسے لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا اجر ضرور دیں گے“۔

(النحل ۱۶:۹۷)

شیخ سعدیؒ کی زندگی کا ایک انتہائی سبق آموز واقعہ ہے۔ ان کے والد نے انہیں بچپن میں سونے کی انتہائی قیمتی انگوٹھی بنوا کر دی۔ وہ پہن کر بازار گئے۔ ایک ٹھگ نے انہیں تھوڑی سی مٹھائی کا لالچ دے کر ان سے انگوٹھی اُتروالی۔ ان کے والد نے کہا کہ تم بچے ہو تمہیں انگوٹھی کی قیمت کا اندازہ نہ تھا۔ تم نے چند ٹکوں کی مٹھائی کے لالچ میں انتہائی مہنگی انگوٹھی اُتار دی۔ شیطان بھی ہمیں چھوٹے چھوٹے لالچ دے کر گناہوں پر اُکساتا ہے اور ہم تھوڑی سی لذت کی خاطر جنت جیسی چیز چھوڑ دیتے ہیں۔ اس دنیا کی لذتیں جب وہ جائز طریقے سے حاصل نہ کی گئی ہوں شیطان کی مٹھائیاں ہیں۔ جب ہم ان جھوٹی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو دراصل ہم ان سے کروڑوں گنا بڑی لذت جنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خدارا! اس پر غور کریں۔ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں جو انسان سوچ بھی نہیں سکتا لیکن ہمیں دراصل ان کا پختہ یقین نہیں ہے ورنہ ہم آخرت سے زیادہ کسی چیز کے لیے سنجیدہ نہ ہوتے۔ یہ یقین صرف قرآن پڑھنے سے آسکتا ہے۔

قرآن اس نیت سے پڑھیں کہ اللہ ہمیں اس سے ہدایت نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ یہ امتحان آپ کو ہر صورت میں دینا ہے اور کامیاب بھی ہونا ہے کیونکہ یہ ناکامی کوئی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ حدیث قدسی ہے:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں، جو چل کر آتا ہے میں دوڑ کر آتا ہوں“۔

(مسلم: ۶۸۳۰)

یعنی جو اپنے ارادہ سے اللہ کی راہ پر چلنے کا فیصلہ کرلیتا ہے اللہ اس کے سفر کو آسان کردیتا ہے۔ بندہ اس کی طرف لپکتا ہے تو اللہ اس کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو بڑھ کر اپنے قریب کرلیتا ہے۔ لڑکھڑاتے ہی سہی لیکن اللہ کی طرف بڑھیے تو سہی۔ ناممکن ہے کہ آپ بڑھیں اور آپ کو تھام نہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ دعا جو بندے کے حق میں بہتر ہو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ دین جو سراسر بھلائی ہے، بندہ اگر اپنے رب سے مانگے کہ مالک مجھے اپنے دین پر چلنے کی توفیق دے تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق نہ دے۔ اگر آپ خدا سے خلوص دل سے جنت مانگیں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ آپ کو جہنمی راستے پر چلنے دے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ خدا کی یاد مانگیں اور وہ آپ کو غفلت میں مبتلا کر دے۔ آپ آخرت کی تڑپ مانگیں اور وہ آپ کو دنیا کی محبت میں ڈال دے۔ اگر

آپ کی زندگی میں مطلوبہ چیز نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نہ مانگا تھا نہ ملا۔ جو مانگے کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ مگر یاد رکھیے خدا سے مانگنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ دعا کے کچھ مقررہ الفاظ یاد کرلیں اور اسے اپنی زبان سے دہرا دیا کریں۔ خدا آپ کے لفظوں کو نہیں دیکھتا وہ خود آپ کو دیکھتا ہے۔ آپ اپنے اصل وجود میں جس چیز کے لیے بے قرار ہوں اپنے رب سے آپ اسی چیز کے طلب گار ہیں۔ ایک بچہ اپنی ماں سے روٹی مانگے تو یہ ممکن نہیں کہ ماں اس کے ہاتھ پر انگارہ رکھ دے۔ خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے۔ جو مانگے وہ کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھیے یہ مالک کائنات کی غیرت کے خلاف ہے کہ کسی بندے کو اس حال میں رہنے دے کہ جب قیامت میں خدا سے اس کا سامنا ہو تو وہ اپنے رب کو حسرت کی نظر سے دیکھے۔ وہ کہے کہ خدایا میں نے تجھ سے ہدایت مانگی تھی مگر تو نے مجھے نہ دی۔ بخدا یہ ناممکن ہے، یہ ناممکن ہے۔ کائنات کا مالک تو ہر صبح و شام اپنے سارے خزانے کے ساتھ آپ کے قریب ترین آکر آواز دیتا ہے ’کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اسے دوں‘ مگر جنہیں لینا ہے وہ سو رہے ہوں تو اس میں دینے والے کا کیا قصور؟

سچے دل سے خود کو رب کے حوالے کریں۔ کم از کم تین رکوع قرآن بمعہ ترجمہ، درود شریف، نماز باقاعدگی سے شروع کریں۔ خلوصِ نیت ہو تو ان شاء اللہ چالیس دن میں تبدیلی محسوس ہوگی۔ بار بار خدا سے استقامت کی دعا کریں۔ لڑکھڑاتے ہی سہی لیکن خدا کی طرف ضرور بڑھیے۔ آپ جب عمل کرنے بڑھیں گے تو راہیں خود بخود آسان ہوتی جائیں گی۔ راستہ بظاہر دشوار ہے لیکن دراصل دشوار نہیں اور منزل انتہائی خوبصورت۔ دوسرا راستہ بظاہر بہت خوبصورت، انجام دوزخ کی کھائی۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ یاد رکھیے سوئے ہوئے کو جگایا جاسکتا ہے لیکن جاگے ہوؤں کو جگانا ناممکن۔ خود بھی جاگیں دوسروں کو بھی جگائیں۔ خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچائیں۔ خلوصِ نیت سے ابتدا کریں۔ کام بہت آسان ہوجائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر نہایت رحم کرنے والے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نورِ (ہدایت) بھیج دیا ہے۔ پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس (قرآن) کا سہارا پکڑ لیا تو وہ بھی ضرور انہیں اپنی رحمت اور فضل (وکرم کے دامن) میں لائے گا اور ان کو اپنے حضور تک پہنچنے کا سیدھا راستہ (بھی) دکھادے گا“۔

(النساء ۴: ۱۷۴۔۱۷۵)

خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آمین!

الدال علی الخیر کفاعلہ

بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے ہی کی مانند ہے

پیامِ دوست

01

5/- PKR EACH

: 0092-333-5115922
: pyamedost@hotmail.com
: www.pyamedost.org

خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے یہ صدقہ جاریہ ہے

فکرِ آخرت

مستند علماء کی منتخب تحریروں سے مرتب شدہ